بسم الله الرحمن الرحيم

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص

بے شک اللہ تعالی محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں اس کے راستے میں صف باندھ کر صف باندھ کر گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں

☆☆☆

صوفیائے کرام اور جہاد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰه ○

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

سلوک کسے کہتے ہیں؟:

سلوک کہتے ہیں راستے کو اور سالک کہتے ہیں اس راستے پر چلنے والے کو۔ گویا سالک وہ بندہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے پر چل رہا ہو۔ جس کی منزل اللہ کی رضا اور اللہ کی لقا ہو۔ سالکین اپنی تمناؤں کا مرکز اور محور اللہ رب العزت کی ذات کو بنا لیتے ہیں۔ ان کو اس راستہ پر چلتے ہوئے کچھ رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔ سب سے بڑی رکاوٹ انسان کی اپنی سستی ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ فرماتے ہیں کہ اسمیں منزل تک پہنچنے کے لئے سالک کی سستی کے علاوہ کوئی اور چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

انقلابی نظریۂ حیات:

جس سالک کے دل میں یہ جذبہ جم جائے کہ میں نے اپنے آپ کو بدلنا ہے' اللہ رب العزت کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگنا ہے' محبت الٰہی سے اپنے دل کو بھرنا ہے تو اس کیلئے اوراد و وظائف کا ایسا راستہ متعین کر دیا گیا ہے کہ جس پر چل کر وہ اپنی منزل پر پہنچ جائے گا۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اللہ رب العزت سے ایک ایسا طریقہ مانگا جو موصل ہے۔ اس راستے پر لاکھوں انسان چلے۔ ان کے دن بدلے' راتیں بدلیں' صبح بدلی' شام بدلی' گویا ان کی زندگی کے اندر ایک انقلاب آگیا۔

• آج کا کوئی سالک یہ سمجھے کہ مجھے بیعت ہوئے اتنا عرصہ ہو چکا ہے مگر مجھے اپنے اندر

کوئی کیفیت اور تبدیلی محسوس ہی نہیں ہوئی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوا ہی استعمال نہیں کر رہا' یا دوا استعمال کر رہا ہے تو ساتھ بدپرہیزی بھی کر رہا ہے۔ اگر دنیا کے سب سے بڑے طبیب سے نسخہ لکھوا کر اسے جیب میں ڈال لیا جائے تو کبھی شفاء نصیب نہیں ہو گی۔ اگر وہ ڈاکٹر سے شکایت کرے کہ فائدہ نہیں ہوا تو وہ کہے گا کہ اسے جیب میں ڈالنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے پیٹ میں ڈالنے کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی ایسا نسخہ نہیں ہے کہ ہم اور آپ اسے پہلی دفعہ استعمال کر رہے ہیں' بلکہ اسے امت کے کروڑوں انسان استعمال کر چکے ہیں اور ان کی زندگیوں میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ چنانچہ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ان اوراد و وظائف کو پابندی سے کریں تاکہ ہمارے دلوں میں بھی محبت الٰہی کی آگ روشن ہو۔ پھر دیکھنا اللہ رب العزت اس دنیا میں ہمیں کیسے معرفت نصیب فرما دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہماری ہمتیں کم ہیں' آج ہمارے اندر جذبہ کی کمی ہے مگر دل میں تمنا تو ہو۔

سینے میں دل آگاہ جو ہو کچھ غم نہ کرو نا شاد سہی
بیدار تو ہے' مشغول تو ہے' نغمہ نہ سہی فریاد سہی

دل کی گرہ کیسے کھلتی ہے؟

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ تصوف اضطراب کا دوسرا نام ہے۔ اضطراب نہ رہا تو تصوف ختم ہو گیا۔ جو آدمی اپنے قلب میں اللہ رب العزت کی محبت کی حرارت محسوس نہیں کرتا وہ سمجھ لے کہ مجھے ابھی طریقت سے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ یہ ممکن نہیں کہ اللہ والوں کے ساتھ نسبت بھی ہو پھر اس کے دل میں محبت کی چنگاری نہ بھڑکے' یہ کیسے ممکن ہے؟ اللہ والوں نے ایسے اوراد و وظائف متعین کر دیئے ہیں کہ جیسے ہی انسان سلسلہ عالیہ میں داخل ہوتا ہے اور مراقبہ کرنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے دل کی گرہ کو کھول دیتے ہیں۔

اللہ سے ملنے کا شارٹ کٹ راستہ:

مشائخ عظام نے اللہ رب العزت سے ملنے کیلئے شارٹ کٹ (مختصر) راستہ اختیار کیا ہے اور وہ ہے دل میں محبت الٰہی کا بھر دینا۔ دل میں جب محبت الٰہی بھر جاتی ہے تو پھر انسان کیلئے راستے

کو ہموار کر دیتی ہے۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ زاہد نہ حکیم
عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

مشائخ عظام عشق کے پروں سے ایسا اڑاتے ہیں' محبت الٰہی کا جذبہ دل میں ایسا بھر دیتے ہیں کہ آدمی ساری دنیا کی چیزوں سے منقطع ہو کر ایک اللہ رب العزت کے ساتھ واصل ہو جاتا ہے۔ یہ مال اور دنیا کی چیزوں کی محبت بہت معمولی باتیں ہیں۔ اللہ والوں کے راستے میں یہ مکڑی کے جالے کی طرح کمزور بن جایا کرتی ہیں کیونکہ جب دل کے اندر جذبہ ہوتا ہے اور انسان اس جذبہ سے قدم اٹھاتا ہے تو پھر اس قسم کی رکاوٹیں دور ہو جایا کرتی ہیں۔ اصول کی بات بھی یہی ہے کہ جس آدمی کے دل میں منزل پر پہنچنے کی تمنا ہو تو وہ راستے میں چٹان دیکھ کر پیچھے نہیں ہٹا کرتا بلکہ چٹان پر قدم رکھ کر اس راستے کو پار کر جایا کرتا ہے۔

اللہ والوں کا زہد: اللہ والوں کو اللہ کی محبت کی وجہ سے دنیا کی سب چیزیں معمولی نظر آتی ہیں۔ وہ ہر ایک سے بے نیاز ہو کر ایک اللہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ یقین کیجئے کہ دنیا میں مالدار آدمی جب ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں تو اللہ والوں کے نزدیک یونہی ہوتا ہے کہ جیسے بھنگی اپنے پاس گندگی کے ٹوکرے زیادہ ہونے پر فخر کر رہے ہوں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی بھنگی دوسرے بھنگی پر فخر کرے کہ میرے پاس گندگی کے تین ٹوکرے ہیں اور دوسرا کہے کہ نہیں' میرے پاس چار ٹوکرے ہیں تو ہمیں کتنا عجیب لگے گا کہ یہ کونسی فخر کرنے والی بات ہے۔ اسی طرح جن لوگوں کے دلوں میں محبت الٰہی سما چکی ہوتی ہے ان کی نظر میں مال و دولت پر فخر کرنے والوں کی حیثیت بھنگی سے زیادہ نہیں ہوتی۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ ہمارے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ ہیں۔ ایک دفعہ بادشاہ وقت نے ان سے کہا کہ میں بہت خوش ہوں کہ آپ نے اتنے لوگوں

کی اصلاح فرمائی ہے' میں چاہتا ہوں کہ اپنی سلطنت میں سے ایک علاقے کی گورنری آپ کے سپرد کردوں۔ مگر حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے عجیب جواب دیا۔ فرمایا' قرآن پاک میں اس پوری دنیا کو اللہ رب العزت نے قلیل کہا ہے' قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (بتا دیجئے کہ دنیا کی یہ متاع تھوڑی سی ہے) جب اللہ نے اس پوری دنیا کو تھوڑا کہا ہے تو اس تھوڑی سی دنیا میں سے تمہیں تھوڑا سا حصہ ملا ہے اور اس میں سے اگر تم مجھے تھوڑا سا حصہ دو گے تو اتنا تھوڑا لیتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ لہٰذا میں معذور ہوں اور میں آپ کی یہ پیش کش قبول نہیں کر سکتا۔

اللہ کی محبت میں فنا ہونے کا مقام:

دوستو! اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ اللہ رب العزت کی معرفت میں کیا مزہ ہے تو پھر ہمیں اپنے آپ پر افسوس ہونے لگے کہ ہم اس کے مقابلے میں دنیا کی چیزوں کو ترجیح دیتے پھرتے ہیں۔ جس کو ذکر میں فنائیت نصیب ہو جاتی ہے تو پھر محبت الٰہی اس کے دل میں ایسی رچ بس جاتی ہے کہ دنیا کی چیزیں اس کی نظر میں ہیچ ہو جایا کرتی ہیں۔ یقین کیجئے کہ اللہ والوں کی نظر میں زلف فتنہ گر بھی دم خر بن جایا کرتی ہے۔ اللہ رب العزت جس سالک کو فنائیت کا مقام عطا فرماتے ہیں وہ دنیا کے حسینوں کی طرف تھوکنا بھی پسند نہیں کرتے۔ جی ہاں! محبت الٰہی دل میں سما چکی ہوتی ہے' سینہ روشن ہو چکا ہوتا ہے اور دل میں ایسی آگ لگ چکی ہوتی ہے جو دنیا سے انسان کو بے زار کر دیتی ہے۔

مشائخ کرام نے فرمایا ہے کہ اَلْفَانِی لَا یُرَدُّ (جو فانی ہو جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا)۔ مطلب یہ ہے کہ جس کو ایک دفعہ فنا فی اللہ کا مقام نصیب ہو جاتا ہے پھر وہ اس راستے سے واپس نہیں ہٹتا۔ اس کی تشریح مشائخ کرام نے اس طرح کی ہے کہ اگر کوئی آدمی بالغ ہو جائے تو کیا وہ دوبارہ نابالغ بن سکتا ہے؟ یا اگر پھل پک جائے تو کیا وہ دوبارہ کچا ہو سکتا ہے؟ جس طرح یہ نہیں ہو سکتا اسی طرح فنا فی اللہ کا مقام نصیب ہونے کے بعد وہ انسان دنیا کی محبت کی طرف نہیں بھاگ سکتا کیونکہ اس کے دل میں محبت الٰہی ایسی غالب آچکی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے نام پر اپنا مال' اپنی جان بلکہ سب کچھ قربان کر دیا کرتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا انداز محبت: سیدنا رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں محبت الٰہی کا ایسا جذبہ بھر دیا تھا کہ جب ان کو اللہ کے نام پر خرچ کرنے کا حکم دیا جاتا تو وہ سب کچھ لا کر نبی اکرم ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے تھے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر جب مالی قربانی دینے کا وقت آیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب کچھ سمیٹ کر نبی اکرم ﷺ کے قدموں میں لا کر رکھ دیا۔ حتیٰ کہ دیواروں پر ہاتھ پھیر کر دیکھا کہ کہیں کوئی سوئی تو نہیں رہ گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ پیچھے کیا چھوڑ آئے ہو؟ بتایا کہ میں پیچھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں۔ اپنا لباس بھی دے دیا' اس کی جگہ ٹاٹ کا لباس پہن لیا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کہتے ہیں کہ جس محفل میں انہوں نے سب مال کی قربانی دی اسی محفل میں ٹاٹ کا لباس پہن کر بیٹھے تھے کہ اتنے میں جبرئیلؑ تشریف لے آئے۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا جبرئیل! آج تم کس لباس میں آئے ہو؟ تم نے ٹاٹ کا لباس کیوں پہنا ہوا ہے؟ جبرئیلؑ عرض کرنے لگے' اے اللہ کے نبی ﷺ! آج ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ اس قدر خوش ہوئے ہیں کہ آسمان کے سب فرشتوں کو حکم دے دیا ہے کہ تم بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح ٹاٹ کا لباس پہن لو۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کی طرف سلام بھیجا ہے۔ سبحان اللہ۔ اللہ رب العزت کتنے قدر دان ہیں۔ ہم واقعی بے قدرے ہیں۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا' وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہئے تھی)۔

محبت والوں کی راتیں: سلف صالحین کے حالات زندگی میں لکھا ہوا ہے کہ وہ رات کے اندھیرے کا اس طرح انتظار کرتے تھے جس طرح کوئی دولہا اپنی دلہن سے ملنے کیلئے رات کے اندھیرے کا منتظر ہوا کرتا ہے۔ یہ انتظار کس لئے ہوتا تھا؟ اسلئے کہ ہم اللہ کے ساتھ بیٹھ کر راز و نیاز کی باتیں کریں گے۔ وہ اللہ کی محبت میں سسکیاں لے لے کر روتے تھے۔ آج ایسے چہرے بہت کم نظر آتے ہیں جو رات کے آخری پہر میں اٹھیں اور اللہ کی محبت میں سسکیاں لے لے کر رو رہے ہوں' ان کے دل میں محبت الٰہی اتنی رچ بس چکی ہو کہ انہیں یاد الٰہی کے سوا اور کسی چیز کے اندر لطف اور سکون ہی نہ

آتا ہو۔

آج سالکین طریقت کا یہ حال ہے کہ رات کو اٹھنا تو دور کی بات' ان سے اگر پوچھا جاتا ہے کہ مراقبہ کرتے ہیں؟ جواب ملتا ہے کہ ٹائم نہیں ملتا۔ کیا تہجد پڑھتے ہیں؟ جواب ہوتا ہے کہ سستی ہو جاتی ہے۔ یاد رکھیں کہ اللہ کی محبت حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ تہجد میں اٹھنے کا معمول بنایا جائے اور نفل پڑھ کر مراقبہ کیا جائے۔ مراقبہ میں بیٹھتے وقت کبھی کبھی یہ شعر پڑھا کریں۔ اس شعر سے خود ذاتی طور پر مجھے بہت فائدہ ہوا۔ مراقبہ میں بیٹھتے وقت اگر آدمی ایک دو دفعہ اسے پڑھ لے تو بہت لطف آتا ہے۔ کہنے والے نے عجیب بات کہی:

مجھے اپنی پستی کی شرم ہے تیری رفعتوں کا خیال ہے
مگر اپنے دل کو میں کیا کروں اسے پھر بھی شوق وصال ہے

محبت الٰہی کی برکات: میرے دوستو! رات کے آخری پہر میں اللہ رب العزت کے حضور اپنی جبین نیاز جھکانے کی بہت زیادہ برکات ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ روز محشر ابھی حساب کتاب قائم نہیں ہوا ہو گا کہ ایک گروہ جنت کے دروازے پر پہنچا ہوا ہو گا۔ وہاں رضوان سے جو کہ جنت کا داروغہ ہے کہیں گے' اے رضوان! جنت کے دروازے کھول دے' ہمیں جنت میں جانے دے۔ رضوان حیران ہوں گے اور کہیں گے' یا اللہ! ابھی تو حساب کتاب بھی نہیں ہوا اور یہ لوگ جنت میں جانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اللہ رب العزت فرمائیں گے' رضوان! میرے یہ وہ بندے ہیں جو دنیا میں میری محبت میں سرشار تھے' یہ میرے لئے اداس رہتے تھے' رات کو میرے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرتے تھے' ان کے پہلو ان کے بستروں سے جدا رہتے تھے' ان کو دنیا کی رنگینیاں مجھ سے غافل نہیں کر سکتی تھیں' یہ ہر چیز سے ہٹ کٹ کر میرے چاہنے والے تھے' یہ مجھے چاہتے تھے اور میں انہیں چاہتا تھا' آج یہ یہاں آئے ہیں' جنت کے دروازے کھول دے اور ان کو بغیر حساب کتاب کے اس میں داخل کر دے۔

تصوف پر اعتراض کا جواب: آج کل لوگ تصوف پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ

لوگ مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں، تسبیح پھیرنی سکھاتے ہیں' اللہ کی محبت کا دم تو بھرتے ہیں مگر اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے۔ فقیر نے تصوف کی تاریخ کا پچھلے دنوں اس لئے مطالعہ کیا کہ پتہ چلے کہ کیا جہاد میں بھی صوفیائے کرام کا کچھ کردار رہا ہے یا نہیں؟ یقین کیجئے کہ ایسی ایسی باتیں سامنے آئیں کہ حیران ہو گیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ جو کوئی یہ کہتا ہے کہ اللہ والے جہاد نہیں کرتے وہ شخص جاہل ہے یا متجاہل 'گویا اسے اسلام کی تاریخ کا پتہ ہی نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ صوفیاء جہاد نہیں کرتے تو آپ جواب دیجئے کہ ہاں' امن کی حالت میں اپنے نفس سے جہاد کرتے ہیں اور جب دین اسلام کیلئے جانی قربانی دینے کا وقت آتا ہے تو پھر ان کے ہاتھ میں تسبیح نہیں ہوتی بلکہ تلواریں ہوتی ہیں۔ پھر وہ مصلے پر نہیں بیٹھتے بلکہ گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھا کرتے ہیں۔ وہ راتوں کو جاگنے اور بھوکا پیاسا رہنے کے عادی تو ہوتے ہی ہیں لہٰذا ان اللہ والوں کیلئے اللہ کے راستے میں جان یا مال قربان کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہوتی۔ اللہ کی قسم! اللہ کے نام پر اگر کوئی انہیں سولی پر لٹکائے تو یہ سولی کو بوسہ دے کر سولی پر چڑھ جایا کرتے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں۔

؎ جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

تاتاری فتنے کا توڑ کس نے کیا؟

ساتویں صدی ہجری میں جب علم کلام کی ٹھنڈی ہواؤں نے مسلمانوں کے سینوں کو بالکل یخ کر دیا تھا' اس وقت تاتاری فتنہ اٹھا اور ہلاکو خان نے اسلامی سلطنت مسلمانوں کے ہاتھوں سے کھینچ لی۔ ہر جگہ انہوں نے مسلمانوں کو اپنا محکوم بنا لیا۔ یہ بے دین لوگ تھے جو تقریباً سارے عالم اسلام پر غالب آ گئے۔ اس وقت تمام مسلمان غلام بن گئے۔ تخت و تاج کفر کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ حکومت ان کی تھی' قانون ان کا تھا اور مسلمان رعایا بن کر زندگی گزار رہے تھے۔ اس وقت مسلمان تلوار کے ساتھ مقابلہ کرنے کی جرات نہیں رکھتے تھے۔ دلوں میں اتنی بزدلی آ چکی تھی کہ تاتاریوں نے جب جلال الدین خوارزم شاہ کی واحد اسلامی سلطنت اور عباسی خلافت کا چراغ گل کر دیا تو یہ ضرب المثل بن گئی کہ اِذَا قِيلَ لَكَ اِنَّ

التَّاتَارَ اِنْهَزَمُوْا فَلاَ تَصَدَّقْ (اگر کوئی کہے کہ تاتاریوں نے شکست کھائی تو یقین نہ کرنا)۔

اس وقت کون لوگ تھے جنہوں نے اس ڈوبتی کشتی کو سہارا دیا؟ یہ مشائخ صوفیا ہی تھے۔ کہیں مولانا روم ؒ نے بیٹھ کر اسی دور میں مثنوی شریف لکھی اور لوگوں کے دلوں کو گرمایا اور کہیں حضرت محمد دربندی ؒ نے انہی تاتار شہزادوں کے سینوں پر توجہات ڈالیں۔ ان کے سینوں پر نگاہیں گاڑ کر ان کے دل کی دنیا کو بدلا۔ حتی کہ تیس سال کے بعد انہی شہزادوں میں سے ایک شہزادہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا۔ اس کے بعد باری باری سب شہزادے مسلمان ہوتے گئے۔ بالآخر وہ تخت و تاج جو عالم اسلام کے ہاتھوں سے نکل چکا تھا دوبارہ اسلام کو نصیب ہوا۔

یہ کس کی برکت تھی؟ کونسی تلوار چلی؟ ظاہر کی تلوار نہیں چلی تھی بلکہ قلب و نظر کی تلوار نے وار کیا تھا' جس نے ان کے سینوں سے پار ہو کر ان کے دلوں کو بدل دیا تھا۔ چنانچہ وہ وقت بھی آیا کہ یہ تاتار خود اسلام کا جھنڈا لے کر پوری دنیا میں کھڑے ہوئے اور سلطنت دوبارہ اسلام کے ہاتھوں میں آئی۔ یہ انہی مشائخ صوفیاء کا فیضان تھا۔ علامہ اقبال نے لکھا ہے:

ہے عیاں آج بھی یورش تاتار کے افسانے سے
پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

یہ مشائخ صوفیاء ہی تھے جنہوں نے صنم خانوں سے بت پرستوں کو اور ظلمت کدوں سے ان فتنہ انگیز لوگوں کو نکال کر ان کے دلوں کو گرما کر انہیں موحد بنایا اور اسلام کا جھنڈا ان کے ہاتھوں میں تھمایا۔

شیخ احمد شریف ؒ اور ان کے مریدین کا جہاد:

صحرائے اعظم افریقہ میں ایک خانقاہ سنوسیہ تھی۔ اس خانقاہ میں ایک بزرگ شیخ احمد شریف ؒ گزرے ہیں۔ جب افریقہ پر اطالویوں نے حملہ کیا تو انہوں نے اپنے مریدین کو اکٹھا کر کے فرمایا' آج اسلام کیلئے جان دینے کا وقت ہے لہٰذا دشمن کے خلاف

سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ۔ چنانچہ ان کے مریدین اطالویوں کے خلاف جنگ لڑنے لگ گئے۔ ظاہری طور پر تو وہ بے سرو سامان تھے مگر ان کے دلوں میں توکل اور محبت الٰہی کا بیش بہا خزانہ تھا جس کی وجہ سے 15 سال تک انہوں نے اطالوی فوجوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ آج لوگ ان کو طعنہ دیتے ہیں کہ طرابلس کی جنگ میں خانقاہ سنوسیہ کے بے سرو سامان لوگوں نے 15 سال تک تمہارا کیا حشر کیا۔

امیر عبدالقادر کا جہاد:

الجزائر میں ایک شیخ طریقت امیر عبدالقادرؒ قیام پذیر تھے۔ 1832ء میں فرانس نے الجزائر پر حملہ کر دیا تو وہ اپنے مریدین کو لے کر دشمن کے سامنے صف آراء ہو گئے۔ 1847ء تک انہوں نے فرانسیسی فوجوں کے ساتھ جنگ کی اور ان کو آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔

روس میں مشائخ صوفیاء کا جہاد:

امام منصورؒ نقشبندی پہلے صوفی شیخ تھے جنہوں نے روسیوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ 1785ء میں ان کے مریدین نے دریائے سون زا کے پل پر ایک روسی فوجی دستے کو گھیر کر تباہ کر دیا۔ روسی ملکہ کیتھرین دوم کی فوج کو اس سے بدترین شکست کا سامنا اس سے پہلے کبھی نہ کرنا پڑا تھا۔ چھ سال کی مسلسل جنگ اور مجاہدین کی بے سروسامانی کی وجہ سے امام منصورؒ قیدی بنا لئے گئے۔ اور دو سال بعد وہ وفات پا گئے۔ اس کے بعد تیس برس تک نقشبندیوں کی مجاہدانہ سرگرمیاں موقوف رہیں۔

شیخ محمد آفندیؒ دوسرے نقشبندی شیخ تھے جنہوں نے روسیوں کے خلاف جہاد کا دوبارہ آغاز کیا۔ یہ امام شاملؒ کے مرشد تھے۔ اس مرتبہ جنگ چھڑی تو 35 سال جاری رہی۔ اگرچہ امام شاملؒ کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا مگر جانبازی کے اس شاہکار کی یاد مدتوں لوگوں کے دلوں میں محفوظ رہی۔ امام شاملؒ کی شکست کے بعد سلسلہ قادریہ کے ایک شیخ نے شمالی قفقاز میں روسیوں کے خلاف جہاد شروع کیا۔ 1860ء کی پہلی دہائی میں روسی فوج نے ان کے خلاف بڑا آپریشن کیا۔ تاہم 1877ء میں نقشبندی صوفیاء اور قادری حضرات نے مل کر داغستان میں روسیوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔

کمیونسٹ انقلاب اور قفقاز کی خانہ جنگی کو روسی حکومت سے نجات پانے کا موقع سمجھتے ہوئے امام نجم الدین اور شیخ ازون حاجی نے پہلے روس کی سفید فوج اور بعد میں سرخ فوج کے خلاف مزاحمت کا آغاز کیا۔ یہ بغاوت بالشویکوں کیلئے سب سے بڑا خطرہ ثابت ہوئی۔ امام نجم الدین نے 1925ء تک جہاد جاری رکھا بالآخر گرفتار ہوئے اور تختہ دار پر لٹکائے گئے۔ انکی ناکامی کے بعد شمالی قفقاز کے مسلمان طویل مدت تک سرکاری سطح پر قتل وغارت گری کا شکار رہے۔ مگر 1928ء میں نقشبندی اور قادری حضرات دوبارہ روسی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور 1940ء تک اپنی کاروائیاں جاری رکھیں۔

اس سے قبل ازبکستان کی ریاست فرغانہ میں نقشبندی صوفیاء نے روسی حکومت کے خلاف جہاد کا اعلان کیا، مگر ناکام رہے۔ ان کے قائد ایشاں ملالی نقشبندی تھے۔ انقلاب روس کے ایک سال بعد 1918ء میں سرزمین فرغانہ سے ایک اور تحریک جہاد اٹھی جسے سماجی تحریک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جنید خان نقشبندی اس کے قائدین میں شامل تھے۔ 1928ء میں سرخ فوج نے طویل کاروائیوں کے بعد اس پر قابو پالیا۔

قصہ کوتاہ، بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی میں مشائخ صوفیاء نے فراختائی اور منگول کافروں کی موثر مزاحمت کی۔ اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں وہ زار شاہی سے برسرپیکار رہے اور 1920ء میں انہوں نے سوویت حکومت کے خلاف جدوجہد کی۔ اس سب کچھ کے باوجود اگر کوئی کہے کہ صوفیاء جہاد نہیں کرتے تو اسے جاہل یا متجاہل نہ کہا جائے تو کیا کہیں۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

سید جمال الدین افغانی کا جہاد: جب افغانستان میں جہاد کا مسئلہ پیش آیا تو سید جمال الدین افغانی نے دشمنوں کے خلاف ہراول دستے کے طور پر کام کیا، وہ شیخ طریقت ہی تو تھے۔

برصغیر کے صوفیاء کا جہاد میں کردار: برصغیر میں جب اکبری دین الہٰی کی آندھی اٹھی تو اس کو روکنے کے لئے سلسلہ عالیہ

نقشبندیہ کے امام حضرت مجدد الف ثانیؒ کھڑے ہوئے جنہوں نے بڑے بڑے فوجی جرنیلوں مثلاً شیخ فرید اور خان خاناں کے دلوں پر توجہات ڈالیں اور اس آندھی کو دنیا سے اس طرح ختم کیا کہ بدعات و رسومات کا جنازہ نکل گیا۔ گویا رحمت کی بارش برسی اور يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کے مصداق اسلام کے احکام پھر لاگو کر دیئے گئے۔

اس وقت مجھے شاملی کے میدانِ کا نظارہ تصور کی آنکھ سے نظر آرہا ہے۔ حاجی امداد اللہ مکیؒ، سید ضامنؒ شہید وغیرہم حضرات نے انگریز کے خلاف جہاد کیا یہ صوفیا ہی تھے۔ ان کے علاوہ کہیں شیخ محمود الحسنؒ اسیر مالٹا، مالٹا کی جیل میں زنجیریں پہنے ہوئے نظر آتے ہیں تو کہیں ہمیں بالاکوٹ کی وادیوں میں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنے خون سے سنگریزوں کو سرخ کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان حضرات نے جہاد میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ حسن البناء جنہوں نے الاخوان کی بنیاد رکھی وہ سلسلہ شاذلیہ کے صاحب نسبت بزرگ تھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ نے اپنے مریدین میں ایسا جذبہ جہاد بھر دیا کہ ایک خاتون اپنے دو بیٹوں کو مخاطب ہو کر کہنے لگی:

بولی اماں محمد علی کی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

اب بتایئے! حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علیؒ کے دلوں میں جہاد کا جذبہ کس نے بھرا تھا؟ اسی شیخ طریقت نے جنہوں نے خود بھی ایک ظالم کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ ان کی قبر مبارک پر یہ شعر اب بھی لکھا ہے:

بہ لوح تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست تقصیرے

میری قبر پر غیب سے یہ تحریر پائی گئی کہ اس مقتول کا بے گناہی کے سوا کوئی جرم نہیں۔

حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ مسلمانوں کو انگریز کے پنجہء استبداد سے نجات دلانے کیلئے لندن تشریف لے گئے تاکہ وہاں اخبارات کے ذریعہ مسلمانوں کے جذبات انگریزوں

تک پہنچا سکیں۔ اس دوران میں انہیں جیل میں ڈالا گیا' طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ حتی کہ جب انگریز نے آپ کو جان سے مار دینے کی دھمکی دی تو آپ نے "افضل الجہاد من قال کلمۃ حق عند سلطان جائر" کے مصداق کفر کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر کہا:

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لئے ہے
پر غیب میں سامان بقا میرے لئے ہے
پیغام ملا تھا جو حسین ابن علیؓ کو
خوش ہوں کہ وہ پیغام قضا میرے لئے ہے
اللہ کے رستے کی جو موت آئے مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لئے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

اہل اللہ یوں شہادت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اللہ کے نام پر جان کی بازی لگا دینے کو سعادت سمجھتے ہیں۔

محبت الٰہی کیسے پیدا ہوتی ہے؟

میرے پیارے دوستو! ان مشائخ صوفیاء نے ذکر اور رابطۂ شیخ کے ذریعے ہی اپنے دلوں میں محبت الٰہی پیدا کی تھی۔ آج بھی ان اوراد و وظائف اور رابطۂ شیخ کو اپنا قیمتی سرمایا سمجھیے۔ چند دن اس کے مطابق گزار کر دیکھیں کہ انسان کے دل میں اللہ کی محبت کیسے پیدا ہوتی ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

یہ عقل کی باتیں نہیں بلکہ عشق کی باتیں ہیں۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

نالہ ہے بلبل شوریدہ تیرا خام ابھی
اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عقل بیچاری دیکھتی رہ جاتی ہے اور عشق قدم آگے بڑھا چکا ہوتا ہے۔

؎ عشق کی دیوانگی طے کر گئی کتنے مقام
عقل جس منزل پہ تھی اب تک اسی منزل پہ ہے

کتنی عجیب بات ہے کہ آج معمولی معمولی باتیں راستے کی رکاوٹیں بنی ہوئی ہیں۔ کوئی اپنی بد نظری کی وجہ سے پیچھے ہٹا ہوا ہے' کوئی اپنے دفتر کے غلط کام کی وجہ سے پیچھے ہٹا ہوا ہے' کوئی اپنے گھر کے کسی معاملے کیوجہ سے پیچھے ہٹا ہوا ہے' کوئی اپنی طبعی سستی کی وجہ سے پیچھے ہٹا ہوا ہے' کتنی معمولی باتیں راستے کی رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ ایسے چہرے بہت کم ہیں جو ہر غیر سے ہٹ کٹ کر اللہ کو چاہنے والے بن چکے ہوں۔ میرے پیر و مرشد عجیب شعر پڑھا کرتے تھے:

؎ حال دل جس سے میں کہتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

یقینا آج بہت تھوڑے لوگ ہیں جو اپنے پاؤں کے نیچے نفس کو دے کر اللہ کے راستے پر قدم اٹھالیں اور دل میں عہد کر لیں کہ ہم اللہ کی خاطر ہر چیز کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیفیت: جنت میں جنتی آدمیوں کو ایسی حسین حوریں ملیں گی کہ اگر ان میں سے کوئی ایک حور اپنے دامن کو آسمان دنیا سے نیچے ڈال دے تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے' اگر کسی کھاری پانی میں

تھوک ڈال دے تو وہ میٹھا ہو جائے' اگر کسی مردے سے کلام کرے تو وہ مردہ زندہ ہو جائے۔ وہ ایسا لباس پہنے گی جس میں ستر ہزار رنگ جھلکتے ہونگے۔ جنتی کو اس کے دل کے اٹھتے ہوئے جذبات نظر آئیں گے۔ جنتی جنت میں داخل ہو کر حوروں کے حسن و جمال کو دیکھیں گے تو وہ اتنا زیادہ ہو گا کہ پانچ سو سال تک حیران ہو کر ان کی طرف متواتر دیکھتے رہ جائیں گے اور وقت گزرنے کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔

پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ اللہ تعالی جنتیوں سے فرمائیں گے' اے اہل جنت! میں نے تمہارے ساتھ ایک عہد کیا تھا اب وہ وعدہ پورا کرنے کا وقت آگیا ہے۔ جنتی حیران ہوں گے کہ جنت مل گئی' ہر کام ہماری مرضی سے ہوتا ہے' آخر وہ کونسی چیز ہے جو نہیں ملی۔ پھر بتایا جائے گا کہ میں نے اپنے دیدار کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ جنت عدن کے اندر اس کیلئے انتظام کیا جائے گا۔ جنتیوں کیلئے بازار لگائے جائیں گے۔ اس بازار کے اندر جنتی جو شکل پسند کریں گے وہی شکل ان کی بن جائے گی۔ ریشم کے بنے ہوئے عجیب و غریب لباس ہونگے۔ یہ اپنے آپ کو سجا کر اللہ رب العزت کے دیدار کے لئے جائیں گے۔ وہاں سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالی کی کتاب (قرآن مجید) سنائیں گے۔ پھر اللہ رب العزت خود اپنا قرآن پاک سنائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالی اپنا دیدار کروائیں گے۔ کیسا دیدار ہو گا؟ اللہ کا دیدار بے شبہ ہو گا' بےمثال ہو گا' بے کیف ہو گا' بے جہت ہو گا۔ اللہ تعالی ہی جانتے ہیں کہ اس دیدار کی کیا کیفیت ہو گی۔ یہی کہہ سکتے ہیں کہ اے حسن کے پیدا کرنے والے! تیرے اپنے حسن کا کیا عالم ہو گا!!!۔ جب اللہ تعالی دیدار کروائیں گے تو انوارات کی بارش ہو گی اور جنتیوں کے چہروں پر پڑے گی۔ جنتیوں کے چہروں پر اتنا حسن آ جائے گا کہ جب وہ لوٹ کر اپنے گھروں میں آئیں گے تو ان کی حوریں ان کے حسن کو دیکھ کر اتنی فریفتہ ہونگی کہ پانچ سو سال تک ان کے حسن کو دیکھتی رہ جائیں گی۔ جی ہاں' خادم تو خادم ہی ہوتا ہے مالک مالک ہوتا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ حوروں کی خوبصورتی اگر اتنی زیادہ ہے تو اہل جنت کی خوبصورتی کیا کم ہو گی؟ ہرگز نہیں۔ جب دیدار الہی ہو گا تو اہل جنت کا حسن بڑھا دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی آرزو بنالیں: اللہ رب العزت اس نقشبندی اجتماع کی برکت سے ' اس بڑے مقام کی برکت سے ' حضرت مرشد عالم ؒ کی برکت سے اور خلفائے کرام کے فیضان کی برکت سے ہمیں اپنی سچی پکی محبت عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔

اللہ وہ دل دے کہ تیرے عشق کا گھر ہو
دائم رحمت کی تری اس پہ نظر ہو
دل دے کہ تیرے عشق میں یہ حال ہو اس کا
محشر کا اگر شور ہو تو بھی نہ خبر ہو